Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۹۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۳ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ۔ ۲۰ تبوک ۱۳۵۳ ہش ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۴ء	نمبر ۲۱۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۰ تبوک ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے ہیں۔

خدائی جماعتیں ہمیشہ آندھیوں اور طوفانوں میں ترقی کرتی ہیں!

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے اور جب سے اللہ تعالیٰ کے رسول دُنیا میں آنے شروع ہوئے ہیں یہ الٰہی سُنّت چلی آتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے درخت ہمیشہ آندھیوں اور طوفانوں کے اندر ہی ترقی کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جماعت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان آندھیوں اور طوفانوں کو صبر سے برداشت کرے اور کبھی ہمّت نہ ہارے۔ جس کام کے لئے الٰہی جماعت کھڑی ہوتی ہے وہ کام خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے بندوں کا نہیں ہوتا پس وہ آندھیاں اور طوفان جو بظاہر اس کام پر چلتے نظر آتے ہیں درحقیقت وہ بندوں پر چل رہے ہوتے ہیں اس کام پر نہیں چل رہے ہوتے اور یہ محض نظر کا دھوکہ ہوتا ہے جیسے تم نے ریل کے سفر میں دیکھا ہوگا کہ چل تو ریل رہی ہوتی ہے مگر تمہیں نظر یہ آتا ہے کہ درخت چل رہے ہیں۔ اسی طرح جب آندھیاں اور طوفان الٰہی سلسلوں پر آتے ہیں تو جماعتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ یہ آندھیاں اور طوفان ہم پر نہیں بلکہ سلسلہ پر چل رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ سلسلہ پر نہیں آ رہے ہوتے بلکہ افراد پر آ رہے ہوتے ہیں۔ ان افراد پر جو اس سلسلہ پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں ان آندھیوں اور طوفانوں کو بھیج کر اللہ تعالیٰ مومنوں کے ایمانوں کا امتحان لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام اور خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم کا امتحان لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ امتحان تو انسانوں کا لیا جاتا ہے پس یہ آندھیاں اور طوفان انسانوں پر آتے ہیں مگر انسان کم عقلی سے یہ سمجھتا ہے کہ یہ کسی اور پر آ رہے ہیں۔ اور وہ طوفان جو اس کو ہلا رہے ہوتے ہیں ان کے متعلق وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ خدائی سلسلہ کو ہلا رہے ہیں ...... پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ پودا جو خدا تعالیٰ نے لگایا ہے وہ بڑھے گا پھیلے گا اور پھولے گا اور اس کو

(باقی صفحہ ۶ پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمیشہ کی رُوحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں پایا جاتا ہے

اس وجہ سے مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے

(۱) "رُوئے زمین پر یہ زندگی (یعنی رُوحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ کی زندگی) کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت داؤد کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے اُن رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سُود ہے۔ اور حقیقی اور رُوحانی فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نُور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پُرانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلّو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پُرانے زمانے کی آبادیاں ہیں اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اُس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو رُوحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اب اِس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس رُوحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خُدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شاملِ حال رہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۰۹)

(۲) "ایک عظیم الشان مُعجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور مُعجزات نابُود ہو گئے اور اُن کی اُمّت خالی اور تہی دست ہے صرف قصّے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ مُعجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ اُمّت جو شرفِ اتّباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اِس وجہ سے مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸ طبع اوّل)

پبلشر:۔ مسعود احمد ۔ پرنٹر:۔ سیّد عبد الحی ۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت:۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۰ تبوک ۱۳۴۳ھش

بابرکت ایّام کا جانفزا پیغام

رمضان کے روزے اپنی ذات میں نہایت ہی اہم عبادت ہیں اس لئے کہ یہ محض ایک عبادت نہیں بلکہ عبادتوں کا مجموعہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ محض مخصوص اوقات میں کھانے اور پینے سے اجتناب کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں محض للہ اپنے پر بھوک اور پیاس کی کیفیت وارد کرنے اور انہیں برداشت کرنے کی مشقت اٹھانے کے ساتھ ساتھ رمضان کی دیگر مخصوص عبادات کا بجالانا ضروری ہوتا ہے۔ جب انسان تقوٰی کی روح سے مملوء ہوکر روزہ کی حالت میں اِس ماہ مبارک کی جملہ مخصوص عبادات بجالاتا ہے تو وہ صحیح معنوں میں روزہ دار کہلاتا ہے۔ اِس کے بغیر دن کے وقت محض بھوکا اور پیاسا رہنے کی خدا کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے۔ ایسا نام نہاد روزہ روزہ نہیں بلکہ محض فاقہ ہے جسے روحانیت اور اللہ کی خوشنودی اور رضاء سے یکسر کوئی علاقہ نہیں۔

اب چونکہ روزہ بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہوتا ہے اِس لئے اِس میں عبادت کا مغز اپنے نقطۂ عروج پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اور یہ مغز ہی اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے کا موجب بنتا ہے۔ حدیث نبویؐ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ کی رُو سے عبادت کا وہ مغز دعا ہے یعنی روزہ کی حالت میں انسان جب رمضان کی مخصوص عبادات بجالاتا ہے تو اِس حالت میں اسے نہ صرف دعا کرنے کی توفیق ملتی ہے بلکہ روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے کامل انقطاع کی وجہ سے دعا کو اس کے کمال تک پہنچانے کی توفیق بھی بآسانی میسّر آجاتی ہے اور دعا کو کمال تک پہنچانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اجابت اور قبولیت کا دروازہ وا ہوجاتا ہے۔ اِسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ ہی اپنے مجیب ہونے کا بھی بطور خاص ذکر کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ روزوں کی فرضیت اور ان کے تعلق میں ضروری احکامات دینے کے معاً بعد فرماتا ہے:۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۸۷)

یعنی اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تُو جواب دے کہ مَیں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنیوالا مجھے پکارے تو مَیں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ دُعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر (یعنی علی الخصوص میرے مجیب ہونے پر) ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں (یعنی اپنی مراد پانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں)۔

یُوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہی اپنے بندوں کی دعائیں سُنتا اور قبول فرماتا ہے۔ جیساکہ اُس نے فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن آیت ۶۱) لیکن روزوں کی فرضیت کے معاً بعد اس کا اپنے مجیب ہونے کا ذکر کرنا اور علی الخصوص اِس امر کو بالصراحت بیان کرنا کہ جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں اس امر پر دال ہے کہ رمضان کے بابرکت ایّام میں اللہ تعالیٰ حقیقی روزہ داروں کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول فرماتا ہے ان کے ہمّ و غم کے حالات دُور کرتا ہے ان کی مشکلات دُور کرکے ان کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھولتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث سے اِس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ایّام کا دُعاؤں کی قبولیت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر حدیث شریف میں آتا ہے:۔

وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَلْمُنَادِیْ یُنَادِیْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ھَلْ مِنْ سَآئِلٍ فَاُعْطِیَہٗ ھَلْ مِنْ تَآئِبٍ فَاَتُوْبَ عَلَیْہِ ھَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ الخ (الترغیب والترھیب صفحہ ۸۰ جلد ۲)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی تین بار پکارتا ہے کہ ہے کوئی حاجت مانگنے والا کہ مَیں اس کی حاجت پوری کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ مَیں اُس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ مَیں اس کی مغفرت کروں۔

اِس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ یُوں تو اللہ تعالےٰ ہر وقت ہی اپنے بندوں کی دُعائیں سُنتا اور قبول کرتا ہے لیکن رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اِن مبارک ایّام میں خدا تعالیٰ خود منتظر رہتا ہے کہ اس کے بندے روزہ دار ہونے کی حالت میں اس سے دعا مانگیں اور وہ اسے قبول کرکے انہیں ان کی مراد عطا کرے۔ اِسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔ دُعَآءُ الصَّآئِمِ مُسْتَجَابٌ (کنز العمال صفحہ ۲۹۲ جلد ۲)۔ یعنی روزہ دار کی دُعا قبول کی جاتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روزہ کی حالت کو قبولیتِ دُعا میں خاص دخل ہے۔

اب جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے رمضان المبارک کے بابرکت ایّام میں اِس حالت میں داخل ہوچکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ارشاد کے بموجب ہم پر ایک ابتلاء کا وقت ہے، (بحوالہ ازالۂ اوہام صفحہ ۳۳۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء) خدا تعالےٰ نے ہمیں یہ انمول موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم رمضان کی مخصوص عبادات بجالاتے ہوئے روزہ کی حالت میں اپنے رحیم و کریم اور سمیع و مجیب خدا کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اُس کے حضور روئیں اور گڑگڑائیں کہ اے خدا، اے ذوالمجد والعطاء اے رحیم اور مشکل کشا! تُو اپنے فضل سے ہماری دستگیری فرما اور اپنی جناب میں حسب وعدہ ایک لازوال عزت ہمیں عطا کر اور دنیا اور اس میں بسنے والی قوموں اور ان کے افراد پر اپنی فعلی شہادت سے آشکار کر دکھا کہ تُو اپنے ان ظاہری لحاظ سے ناطاقت و کمزور اور بے آسرا و بے سہارا بندوں کے ساتھ ہے، تُو ہی ان کا سہارا اور تُو ہی ان کا آسرا ہے، تُو ہی ان کا معین و مددگار اور تُو ہی ان کا کارساز و آمرزگار ہے، بہ تیری پناہ اور تیری حفاظت میں ہیں اور جن کا تُو محافظ ہو ان کو کسی اور حفاظت کی ضرورت نہیں — اے سچے وعدوں والے ہمارے قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر آسمانی آقا! تُو ہم کمزوروں اور بے بضاعتوں کو اپنے دستِ قدرت سے اُٹھا اور ہمیں ہماری کمزوریوں اور نالائقیوں کے باوجود اسلام کو سارے برِّاعظموں اور ان میں بسنے والی تمام قوموں تک پہنچانے اور انہیں اس کا گرویدہ بناکر اسے پُورے کُرۂ ارض پر غالب کرنے کا وسیلہ بنا اور اپنی توحید اور اپنے محبوب حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کو دُنیا بھر میں قائم کر دکھا۔ تُو جو چاہے کرسکتا ہے، تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں، تُو ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ہے اور اپنے کمزور اور ناطاقت اور بے حیثیت بندوں کے لئے اپنی قدرت اور طاقت کے جلوے دکھانا تیری قدیم سے سُنّت ہے۔ اے رحمٰن و رحیم اے ربّ الکریم تُو ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنی نظر کرم سے نواز اور ہماری ان سب دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دے۔

الغرض ہمیں یہ امر ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ایّام ہمارے لئے دعاؤں کو ان کے کمال تک پہنچانے اور اِسی طرح ان کی قبولیت کا حظّ اٹھانے کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام پر لبّیک کہتے ہوئے ان ایّام کی عظیم الشان برکات اور انقلاب انگیز تاثیرات سے پُورے طور پر مستفیض ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روح کی ماہیت

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ مگر اس کا مفہوم کیا ہے؟ ہم کس حد تک اس سے روح کی حقیقت پہچان سکتے ہیں۔ امر سے کیا مراد ہے؟ انسانی جسم کو روح کب عطا ہوتی ہے؟ اور کس طرح؟ جب انسانی جسم پر موت وارد ہوتی ہے تو کیا روح بھی موت کی آغوش میں آ جاتی ہے؟ ——— یہ اور اسی قسم کے دیگر بیسیوں سوالات ہیں جہاں عمر بھر کے سکالرز اس مسئلہ کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہے ہیں۔

سیدنا حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اس مسئلہ کو بہت شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ اس لطیف اور دقیق مسئلہ کا اس وضاحت اور جامعیت سے بیان ——— حضور کے لدنی اور وہبی کمالِ علم کا مظہر ہے۔

حضور کی تحریرات میں سے اس موضوع پر ایک نسبتاً طویل مگر پر معارف اقتباس درج ذیل ہے۔

(امین اللہ سالک مربی سلسلہ مقیم منڈی بہاؤالدین)

قرآن شریف کہتا ہے کہ روحیں انادی اور غیر مخلوق نہیں اور دو نطفوں کی ایک خاص ترکیب سے وہ پیدا ہوتی ہیں اور یا دوسرے کیڑوں مکوڑوں میں ایک ہی مادہ سے پیدا ہو جاتی ہیں اور یہی سچ ہے کیونکہ مشاہدہ اس پر گواہی دیتا ہے جس کے ماننے کے بغیر چارہ نہیں اور امر محسوس مشہود سے انکار کرنا سراسر جہالت ہے اور جب ہم کہتے ہیں کہ روح نیست سے ہست ہوتی ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اول وہ کچھ بھی نہیں تھی۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کے پہلے کوئی ایسا مادہ نہیں تھا کہ انسان اپنی قوت سے اس میں سے روح نکال سکتا اور اس کی پیدائش صرف اسی صورت سے ہے کہ محض الٰہی قوت اور حکمت اور قدرت کسی مادہ میں سے اس کو پیدا کر دیتی ہے اسی واسطے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ روح کیا چیز ہے تو خدا نے فرمایا کہ تو ان کو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اسی بارہ میں آیۃ قرآنی یہ ہے کہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
اِلَّا قَلِيْلًا

یعنی یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ ان کو جواب دے کہ روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے یعنی وہ ایک راز قدرت ہے اور تم لوگ روح کے بارہ میں کچھ علم نہیں رکھتے مگر تھوڑا سا یعنی صرف اس قدر کہ تم روح کو پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں جیسا کہ ہم بچشم خود دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری آنکھ کے سامنے کسی مادہ میں سے کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور انسانی روح کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ دو نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے تو جیسے چند دواؤں کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفرس کے رنگ میں ہوتا ہے اور جب تجلی الٰہی کی ہوا اس کے امر کے ساتھ اس پر چلتی ہے تو یکدفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے اسی کا نام روح ہے اور یہی کلمۃ اللہ ہے اور اس امر ربی سے اس لئے کہا جاتا ہے کہ جیسے ایک حاملہ عورت کی طبیعت مدبرہ بحکم قادر مطلق تمام غذا کو پیدا کرتی ہے اور عنکبوت کے جالے کی طرح قالب بناتی ہے اس روح میں اس طبیعت مدبرہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ روح محض خاص تجلی الٰہی سے پیدا ہوتی ہے اور گو روح کا فاسفرس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ روحانی آگ جس کا نام روح ہے وہ بجز نسیم آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی یہ سچا علم ہے جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے تمام فلاسفروں کی عقلیں اس علم تک پہنچنے سے بیکار ہیں اور وید بھی دوسروں کی طرح اس علم سے محروم رہا وہ قرآن شریف ہی ہے جو اس علم کو زمین پر لایا سو اس طور سے ہم کہتے ہیں کہ روح نیست سے ہست ہوتی ہے یا عدم سے وجود کا پیرایہ پہنتی ہے۔ یہ نہیں ہم کہتے کہ عدم محض سے روح کی پیدائش ہوتی ہے کیونکہ تمام کارخانہ پیدائش سلسلہ حکمت اور علل معلومات سے وابستہ ہے اور یہ کہنا کہ اگر روح مخلوق ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ فنا بھی ہو جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ روح بیشک فنا پذیر ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ جو چیز اپنی صفات کو چھوڑتی ہے اس حالت میں اس کو فانی کہا جاتا ہے اگر کسی دوا کی تاثیر بالکل باطل ہو جائے تو اس حالت میں اس کو فانی کہا جاتا ہے اگر کسی دوا کی تاثیر بالکل باطل ہو جائے تو اس حالت میں ہم کہیں گے کہ وہ دوا مر گئی۔ ایسا ہی روح میں یہ امر ثابت ہے کہ بعض حالات میں وہ اپنی صفات کو چھوڑ دیتی ہے۔ بلکہ اس پر جسم سے بھی زیادہ تغیرات وارد ہوتے ہیں انہیں تغیرات کے وقت کہ جب وہ روح کو اس کی صفات سے دور ڈال دیتی ہیں کہا جاتا ہے کہ روح مر گئی کیونکہ موت اسی بات کا نام ہے کہ ایک چیز اپنی لازمی صفات کو چھوڑ دیتی ہے تب کہا جاتا ہے کہ وہ چیز مر گئی اور یہی بھید ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فقط انہیں انسانی روحوں کو بعد مفارقت دنیا زندہ قرار دیا ہے جن میں وہ صفات موجود تھے جو اصل غرض اور علت غائی ان کی پیدائش کی تھی یعنی خدا تعالیٰ کی کامل محبت اور اس کی کامل اطاعت جو انسانی روح کی جان ہے اور جب کوئی روح خدا کی محبت سے پر ہو کر اور اس کی راہ میں قربان ہو کر دنیا سے جاتی ہے تو اسی کو زندہ روح کہا جاتا ہے باقی سب مردہ روحیں ہوتی ہیں۔ غرض روح کا اپنی صفات سے الگ ہو جانا ہی اس کی موت ہے۔ چنانچہ حالت خواب میں بھی جب جسم انسانی مرتا ہے تو روح بھی ساتھ ہی مر جاتی ہے یعنی اپنی صفات موجودہ کو جو بیداری کی حالت میں تھیں چھوڑ دیتی ہے اور ایک قسم کی موت اس پر وارد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خواب میں وہ صفات اس میں باقی نہیں رہتیں جو بیداری میں اس کو حاصل ہوتی ہیں سو یہ بھی ایک قسم موت کی ہے کیونکہ جو چیز اپنی صفات سے الگ ہو جائے اس کو زندہ نہیں کہہ سکتے۔ اکثر لوگ موت کے لفظ پر بہت دھوکہ کھاتے ہیں۔ موت صرف معدوم ہونے کا نام نہیں بلکہ اپنی صفات سے معطل ہونے کا نام بھی موت ہے ورنہ جسم مر جاتا ہے بہر حال مٹی اس کی تو موجود رہتی ہے اسی طرح روح کی موت سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ اپنی صفات سے معطل کی جاتی ہے جیسا کہ عالم خواب میں دیکھا جاتا ہے کہ جسم اپنے کام سے بیکار ہو جاتا ہے ایسا ہی روح بھی اپنی ان صفات سے جو بیداری میں رکھتی تھی بکلی معطل ہو جاتی ہے مثلاً ایک زندہ کی روح کسی میت سے خواب میں ملاقات کرتی ہے اور نہیں جانتی کہ وہ میت ہے اور سونے کے ساتھ ہی بکلی اس دنیا کو بھول جاتی ہے اور پہلا چولہ اتار کر نیا چولہ پہن لیتی ہے اور تمام علوم جو رکھتی تھی سب کے سب یکبارگی فراموش کر دیتی ہے اور کچھ بھی اس دنیا کا یاد نہیں رکھتی بجز اس صورت کے کہ خدا یاد دلا دے۔

ذکوٰۃ
کی ادائیگی اموال کو
بڑھاتی اور تزکیہ نفس
کرتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے تصرفات سے بکلی معطل ہو جاتی ہے۔ اور کچھ مچ خدا کے گھر میں جا پہنچتی ہے اور اس وقت تمام حرکات اور سکنات اور جذبات اس کے خدا تعالیٰ کے تصرفات کے نیچے ہوتے ہیں اور اس طور سے خدا تعالیٰ کے تصرفات کے نیچے وہ مغلوب ہوتی ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ جو کچھ عالم خواب میں کرتی یا کہتی یا سنتی یا حرکت کرتی ہے وہ اپنے اختیار سے کرتی ہے بلکہ تمام اختیارات و قوت اس کی مسلوب ہو جاتی ہے اور کامل طور پر موت کے آثار اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں سو جس قدر جسم پر موت آتی ہے اس سے بڑھ کر روح پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ مجھے ایسے لوگوں سے سخت تعجب آتا ہے کہ وہ اپنی حالت خواب پر کبھی غور نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اگر روح موت سے مستثنیٰ رکھی جاتی تو وہ ضرور بحالہ خواب میں بھی مستثنیٰ رہتی ہمارے لئے خواب عالم موت کے عالم کی کیفیت سمجھنے کے لیے ایک آئینہ کے حکم میں ہے جو شخص روح کے بارے میں کچھ معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ خواب کے عالم پر بہت غور کرے کہ ہر ایک پوشیدہ راز موت کا خواب کے ذریعہ سے کھل سکتا ہے اگر تم عالم خواب کے اسرار پر جیسا کہ چاہیئے توجہ کرو گے اور جس طور سے عالم خواب میں روح پر ایک موت وارد ہوتی ہے اور اپنے علوم اور صفات سے وہ الگ ہو جاتی ہے اس طور پر نظر تدبر ڈالو گے تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ موت کا عالم خواب کے معاملہ سے ملتا جلتا ہے پس یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ روح مفارقت بدن کے بعد اسی حالت پر قائم رہتی ہے جو دنیا میں وہ رکھتی تھی بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ایسی ہی موت اس پر وارد ہو جاتی ہے جیسا کہ خواب کی حالت میں وارد ہوتی تھی بلکہ وہ حالت اس سے بہت زیادہ رنی ہے اور ہر ایک صفت اس کی ستی کی چکی کے اندر پیسی جاتی ہے۔ اور وہی روح کی موت ہوتی ہے اور پھر جو لوگ زندہ ہونے کے کام کرتے تھے وہی زندہ کئے جاتے ہیں کسی روح کی مجال نہیں کہ آپ زندہ رہ سکے کیا تم اختیار رکھتے ہو کہ نیند کی حالت میں تم اپنے ان صفات اور حالات اور علوم کو اپنے قبضہ میں رکھو جو بیداری میں تم کو حاصل ہیں؟ نہیں بلکہ آنکھ بند کرنے کے ساتھ ہی روح کی حالت بدل جاتی ہے اور ایک ایسی تبدیلی اس پر وارد ہوتی ہے کہ تمام کارخانہ اس کی ہستی کا الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ روح کی موت کے بارے میں قرآن شریف میں فرماتا ہے

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ
حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ
لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا ۚ
فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی
عَلَیۡہَا الۡمَوۡتَ وَ یُرۡسِلُ
الۡاُخۡرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۔

الجزو ۲۴ سورۃ الزمر۔

ترجمہ۔ خدا جانوں کو جب انکی موت کا وقت آتا ہے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے یعنی وہ بالکل بے خود ہو کر الٰہی تصرف اور قبضہ میں اپنی موت کے وقت آ جاتی ہیں اور زندگی کی خود اختیاری اور خود شناسی ان سے جاتی رہتی ہے اور موت ان پر وارد ہو جاتی ہے۔ یعنی بکلی وہ روحیں نیست کی طرح ہو جاتی ہیں اور صفات حیات زائل ہو جاتی ہیں اور ایسی روح جو در اصل مری نہیں مگر مرنے کے مشابہ ہوتی ہے وہ روح کی وہ حالت ہے کہ جب انسان سوتا ہے تب وہ حالت پیدا ہوتی ہے اور ایسی حالت میں بھی روح خدا تعالیٰ کے قبضہ اور تصرف میں آجاتی ہے اور ایسا تغیر اس پر وارد ہو جاتا ہے کہ کچھ بھی اس کی دنیوی شعور اور ادراک کی حالت اس کے اندر باقی نہیں رہتی غرض موت اور خواب دونوں حالتوں میں خدا کا قبضہ اور تصرف روح پر ایسا ہو جاتا ہے کہ زندگی کی علامت جو خود اختیاری اور خود شناسی ہے بکلی جاتی رہتی ہے پھر خدا ایسی روح کو جس پر درحقیقت موت وارد کر دی ہے واپس جانے سے روک رکھتا ہے اور وہ روح جس پر اس نے درحقیقت موت وارد نہیں کی اس کو پھر ایک مقررہ وقت تک دنیا کی طرف واپس کر دیتا ہے اس میں ہمارے کاروبار میں ان لوگوں کے لئے نشان ہیں جو فکر اور سوچ کرنے والے ہیں یہ ہے ترجمہ مع شرح آیت ممدوحہ بالا کا اور یہ آیت موصوفہ بالا دلالت کر رہی ہے کہ جیسا جسم پر موت ہے روحوں پر بھی موت ہے لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرار اور اخیار اور برگزیدوں کی روحیں چند روز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں۔ کوئی تین دن کے بعد کوئی ہفتہ کے بعد کوئی چالیس دن کے بعد۔ اور یہ حیات ثانی نہایت آرام اور آسائش اور لذت کی ان کو ملتی ہے یہی حیات ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے نیک بندے اپنی پوری قوت اور پوری کوشش اور پورے صدق و صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور نفسانی تاریکیوں سے باہر آنے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں اور خدا کی رضا جوئی کے لئے تلخ زندگی اختیار کرتے ہیں گویا مر ہی جاتے ہیں غرض جیسا کہ آیت موصوفہ بالا بیان فرما رہی ہے روح کو بھی موت ہے جیسا کہ ہم کو اگرچہ اس عالم کی نہایت مخفی کیفیتیں اس تاریک دنیا میں ظاہر نہیں ہو سکتیں لیکن بلاشبہ عالم رؤیا یعنی خواب کا عالم اس عالم کے لئے نمونہ ہے اور جو موت اس عالم میں روح پر وارد ہوتی ہے اس موت کا نمونہ عالم خواب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ معاً آنکھ بند ہونے کے ساتھ ہی ہماری روح کی تمام صفات الٹ پلٹ ہو جاتی ہیں اور اس بیداری کا تمام سلسلہ فراموش ہو جاتا ہے اور تمام وہ صفات اور تمام علوم جو ہماری روح میں تھے کالعدم ہو جاتے ہیں۔ اور حالت خواب میں وہ نظارے روح کے ہمارے پیش نظر آ جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ ہماری روح کچھ اور ہی ہے۔ اور تمام صفات اس سے جو بیداری میں تھے کھوئے گئے ہیں اور یہ ایک ایسی حالت ہے جو موت سے مشابہ بلکہ ایک قسم کی موت ہے اور یہ قطعی اور یقینی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ موت جو جسم کی موت کے ساتھ روح پر وارد ہوتی ہے اور ایسی موت کے مشابہ ہے۔ جو نیند کی حالت میں روح پر وارد ہوتی ہے مگر وہ موت اس موت کی نسبت بہت بھاری ہے ....

مگر قرآن شریف روح کو ازلی ابدی نہیں ٹھہراتا ہے ان کو مخلوق قرار دیتا ہے اور فانی بھی جیسا کہ روح کے مخلوق ہونے کے بارہ میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ یعنی جب قالب تیار ہو جاتا ہے تو اس کی تیاری کے بعد اسی قالب میں سے ہم ایک نئی پیدائش کر دیتے ہیں یعنی روح۔ اور پھر قرآن شریف میں ایک اور جگہ فرماتا ہے

قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ
وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ
اِلَّا قَلِیۡلًا ۔

یعنی روح میرے رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور تم کو اس کا بہت تھوڑا علم ہے اور کسی محل میں خدا تعالیٰ نے بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جس مادہ سے روح پیدا ہوتی ہے اسی مادہ کے موافق روحانی اخلاق ہوتے ہیں جیسا کہ تمام درندوں، چرندوں پرندوں اور حشرات الارض پر غور کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ نطفہ کا مادہ ہوتا ہے اسی کے مناسب حال روحانی اخلاق اس جانور کے ہوتے ہیں۔ غرض آیات ممدوحہ بالا سے روحوں کا مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے اور پایہ اور آیت ہے۔ روحوں کا مخلوق ہونا ثابت کرتا ہے اور وہ یہ ہے وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ؕ الجزو ۱۸ سورۃ الفرقان یعنی خدا وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور کوئی چیز اس کی پیدائش سے باہر نہیں اور اس نے پیدا کر کے ہر ایک جسم اور طاقتیں اور قوتیں اور خواص اور صورت شکل کو ایک حد کے اندر محدود کر دیا ہے ... کا محدود ہونا محدود کرنے والے پر دلالت کرتا ہے جو ذات باری عزّ اسمہ ہے کہ آپ وہ غیر محدود ہے اس لئے اس کی نسبت سوال نہیں ہو سکتا کہ اس کا محدود کون ہے غرض آیت ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ ہر ایک چیز جو ظہور پذیر ہوئی ہے وہ اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں کے خدا کی پیدا کردہ ہے یہی کامل توحید ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام فیوض کا مرجع قرار دیتی ہے اور کوئی ایسی چیز قرار نہیں دیتی جو اس نے پیدا نہ کی ہو یا اس کے سہارے بیٹھی نہیں" (چشمہ معرفت حصہ دوم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزیرہ قبرص

از مکرم عبد الغفار صاحب بہاولپوری (شاہد)

(۳)

حکومت یونان ہمیشہ سے قبرص کے الحاق کے لئے کوشاں رہی ہے لیکن ۱۹۵۰ء کے بعد یونانیوں نے باقاعدہ طور پر قبرص کی عیسائی آبادی میں ایک تحریک چلائی اور اندرونی طور پر وہاں کے عوام کو قبرص کے یونان کے ساتھ الحاق کے لئے اکسانا شروع کیا لیکن وہاں کے ترک لوگ اس کے سخت خلاف تھے اور نہ ہی ترکی حکومت اس مطالبہ کو تسلیم کر سکتی تھی۔ یہ علاقہ جو تین سو سال تک ترکوں کے زیر تسلط رہا اور ترکی سے صرف ۷۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہو، اس کا الحاق یونان سے کر دیا جائے جو اس سے ۸۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ دعویٰ بلا دلیل کسی پہلو سے بھی معقولیت کا حامل نہ تھا۔ آخر ۱۹ فروری ۱۹۵۹ء کو لندن میں ترکی، یونان اور قبرص کے نمائندوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا جس میں قبرص کو ایک مستقل عوامی جمہوریہ بنانے کی قرارداد منظور کی گئی۔ یہ قرارداد ۲۳ فروری ۱۹۵۹ء کو بیک وقت لندن، انقرہ، ایتھنز اور قبرص کے دارالحکومت نکوشیہ سے شائع ہوئی۔ جس کی مندرجہ ذیل شرائط تھیں:۔

جمہوریہ قبرص کے صدارتی انتخابات ترک اور رومیوں کی ایک مشترکہ کمیٹی کے زیر نگرانی ہونگے۔ نیز ان دونوں فریقوں کے نمائندگان پر مشتمل ایک قومی اسمبلی بنائی جائے گی۔

جمہوریہ قبرص کا آئین بنانے کے لئے ترک، روم باشندوں کی مشترکہ کمیٹی بنائی جائے گی۔ جسے تین ماہ کے اندر اندر اپنا آئین تیار کرنا ہو گا۔

قبرص میں جمہوریت کے باقاعدہ اجراء اور آئین کے نفاذ تک تمام کام وہاں کے انگریز والی کی نگرانی میں سرانجام پائیں گے۔

قبرص میں جمہوریت کے قیام سے متعلقہ مسائل کے حل کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی بنائی جائے گی (جس کا قیام لندن میں ہو گا)۔ اس کمیٹی کا فرض ہو گا کہ ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء تک اپنے فیصلہ کو پیش کر دے۔

یہ بھی فیصلہ ہوا کہ جونہی حکومت انگلستان وہاں کا اقتدار جمہوریہ قبرص کے حوالے کرے گی وہاں پر ترکی اور یونان کی فوجی چھاؤنیاں قائم کی جا سکیں گی۔ (اس قرارداد کے نیچے انگلستان کی طرف سے "ہرالڈ میکملن" ترکی کی طرف سے وزیر اعظم "عدنان مندریس" اور یونان کی طرف سے شاہ "قسطنطین کارامانلس" کے دستخط ثبت تھے)۔

اس کے بعد آئین ساز اسمبلی نے اپنا ایک آئین تیار کیا۔ جس کی کل ۲۷ شقیں تھیں۔ اس میں بتایا گیا کہ قبرص کا صدر اور نائب صدر ترک، روم دونوں فریقوں کے ووٹوں سے بنایا جائے گا۔ گورنمنٹ کے اداروں میں استعمال ہونے والی زبان ترکی اور یونانی ہو گی۔ قومی تقاریب کے موقع پر قبرص کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ ترکی اور یونان کا جھنڈا بھی لہرایا جائے گا۔ ہر فریق کو اس کے دینی اور ملی تقاریب منانے کا پورا پورا حق حاصل ہو گا۔ قبرص کے صدر اور نائب صدر کا انتخاب پانچ سال کے لئے ہو گا۔

قبرص میں ترک آبادی ۲۰ فیصد اور رومی عیسائی آبادی ۸۰ فیصد ہونے کی وجہ سے قبرص کے ہر شعبۂ حیات میں اسی نسبت کے ساتھ فریقین کو رائے دینے کا حق حاصل ہو گا۔ ہر محکمہ میں اسی نسبت کے ساتھ ملازمین رکھے جائیں گے۔

قومی اسمبلی میں بھی اسی نسبت کے ساتھ نشستیں دی جاویں گی۔ اس کے بعد قومی اسمبلی اور صدر کے اختیارات کا تفصیلی ذکر ہے۔

دفاع میں اس بات کا خاص طور پر ذکر ہے کہ قبرص کی فوج میں ۶۰ فیصد رومی اور ۴۰ فیصد ترک ہوں گے۔ لیکن پولیس میں یہ نسبت آبادی کے لحاظ سے یعنی ۷۰ فیصد اور ۳۰ فیصد ہو گی۔

اس کے بعد عدالتوں اور ان کے اختیارات، وزارت تعلیم۔ اقتصادیات اور مالیات، امور خارجہ و داخلہ۔ دفاع۔ قانون، زراعت و تجارت۔ غرض ہر وزارت کے دائرہ کار کی الگ الگ تفصیل موجود ہے۔

نیز یہ بھی فیصلہ ہوا کہ آئین کی حفاظت انگلستان، ترکی اور یونان کی حکومتیں کریں گی۔ (باقی)

قرآن کریم سے پیار کا نتیجہ کیا ہو گا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"قرآن کریم کی قدر کریں اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں اور اپنے ماحول میں قائم کریں۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنے کا اپنے آپ کو اہل بنائیں۔ اگر آپ ایسا کرلیں گے۔ تو آپ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ستاروں سے بھی بلند تر ہوتے چلے جائیں گے۔ آپ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کے قرب کے دروازے آپ کے لئے کھولے جائیں گے۔ اس کی رضا کی جنت آپ کو حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم سے پیار کرنے کے نتیجہ میں آپ سے پیار کرنے لگ جائے گا۔

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۶ء)

ہر مومن یہ چاہتا ہے کہ خدا کا محبوب بن جائے۔ خدا کے پیار کو حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ قرآن مجید سے پیار کیا جائے۔ قرآن مجید سے پیار یہ ہے کہ اسے پڑھا جائے۔ اسے پڑھایا جائے۔ اس پر تدبر کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

اعلان دار القضاء

مکرم عبد الجبار صاحب عزیز منزل محلہ برجی والا جھنگ صدر نے درخواست دی ہے کہ میرے چچا چوہدری محمد عبد العزیز صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ مرحوم کے ذاتی کھاتہ ۴۹۱۴ صدر انجمن احمدیہ میں اس وقت مبلغ ۔/۳۶۳۵ روپے موجود ہیں۔ مرحوم کا میں جائز وارث ہوں۔ رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے پر دیگر وارثان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مرحوم کی نہ تو کوئی اولاد ہے اور نہ ہی والد اور نہ ہی والدہ زندہ ہیں۔ لیکن مرحوم کی بیوہ جو زندہ موجود ہیں وہ میری والدہ ہیں۔ انہیں بھی رقم مذکورہ مجھے ادا کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ رقم مبلغ ۔/۳۶۳۵ روپے مجھے ادا کئے جانے کا فیصلہ صادر فرماویں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

مرض اٹھرا
اور دیگر امراض کے ماہر
۱۹۱۱ء سے آپ کے خاندانوں کی خدمت کرنے والے
قدیمی ✲ اوّلین ✲ شہرۂ آفاق
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ ✲ ربوہ ✲ ٹمنڈو محمد خان
دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گولبازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔ فون نمبر ۶۴۳۸

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹورز فون ۶۴۵
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس کا قرآن کریم کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے

اگر تم قرآنی برکتوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو تو رمضان کی عبادتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء میں سورۃ البقرہ کی آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ..... الخ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قدر عظیم کتاب کو ہم نے رمضان کے مہینے میں نازل کرنا شروع کیا تھا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اور اسے (سارے کے سارے کو) اپنے اپنے وقت پر رمضان کے مہینے میں نازل کرتے رہے ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نزول فرماتے اور میرے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے۔ اس رمضان میں جتنا حصہ قرآن کریم کا نازل ہو چکا ہوتا اس کا دَور نزول کے ذریعے جبرائیل علیہ السلام حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے۔ ایک دفعہ پھر دوسری دفعہ پھر تیسری دفعہ نزول ہوتا رہتا تھا اور آخری سال نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے میرے ساتھ دو دفعہ قرآن کریم کا دَور کیا ہے۔ غرض اتنی عظیم کتاب کا اس مہینے میں بار بار نزول ہونا اور پھر اسی مہینہ میں نزول ہونا بتاتا ہے کہ یہ ماہ بھی بہت سی برکتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس فرمایا کہ یہ مہینہ وہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم کے احکام بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا قرآن کریم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور جو قرآنی برکتیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہیں جن کا اختصار کے ساتھ ابھی میں نے ذکر کیا ہے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم ان برکتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو رمضان کی عبادتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ۔

رمضان میں انسان رمضان کی عبادات یعنی روزہ۔ وہ نوافل جو کثرت سے پڑھے جاتے ہیں اور وہ دینی مشاغل جن میں انسان مصروف رہتا ہے مثلاً سخاوت ہے۔ کمزور بھائیوں کا خیال رکھنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں اس طرف خاص توجہ فرماتے تھے۔ غرض وہ تمام عبادات جن کا تعلق رمضان سے ہے اگر تم بجا لاؤ گے تو تین باتیں تمہیں حاصل ہو جائیں گی تین برکتوں کے تم وارث ہو گے اور وہ تین برکتیں یہ ہیں کہ تمہیں ہدایت ملے گی ہدایت تمہارے دلوں میں بشاشت پیدا کرے گی اور یہ شوق پیدا کرے گی کہ ہدایت کے اس مقام پر ٹھہرنا تو ٹھیک نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ استعداد دی ہے کہ ہم ہدایت کی سیڑھیوں پر درجہ بدرجہ بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں تو پھر ہمیں آگے چلنا چاہیئے اور مزید رفعتوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے احکام اور اس شریعت کی برکت اور اس پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں تم اپنی ہدایتوں میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔ رمضان میں یہ دروازے زیادہ فراخی کے ساتھ تمہارے اوپر کھولے جائیں گے۔ پھر تم میں سے جو زیادہ سمجھدار اور فراست رکھتے ہیں اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے مانا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے۔ کامل اور مکمل شریعت ہے اور ہم آنکھیں بند کر کے بھی اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اے خدا جب تُو نے ہمیں عقل اور فراست اور فکر اور تدبر کا مادہ عطا کیا ہے تو ہماری ان قوتوں اور استعدادوں کو بھی تو تسلی دے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر بھی رمضان کے مہینہ میں بیّنات، حکمتیں جو قرآن کریم کے احکام کی ہیں وہ بھی کھولتا ہے۔ علمِ قرآن اس رنگ میں بھی عطا کیا جاتا ہے اور رمضان کے مہینہ میں خاص طور پر عطا کیا جاتا ہے۔"

(الفضل ۲ دسمبر ۱۹۶۷ء صـ۳)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

اعلان نکاح

محترم خواجہ محمد شریف صاحب صدر حلقہ دہلی گیٹ لاہور نے ۳۱ اگست ۱۹۷۴ء بعد نماز مغرب خاکسار کی بیٹی عزیزہ نزہت نسیم شاد سلمہا کا نکاح عزیزم شیخ منور احمد خالد سلمہ ابن مکرم شیخ غلام محمد صاحب مرحوم سید مٹھا بازار لاہور کے ہمراہ پندرہ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین اللّٰھم آمین۔

(خاکسار محمد بشیر شاد مربی جماعت احمدیہ۔ لاہور)

دعائے مغفرت

میرے والد محترم ڈاکٹر حبیب اللہ خان ابوعنیفی افریقی ۱۹-۲۰ ستمبر کی درمیانی شب بارہ بجے کے قریب مختصر بیماری کے بعد اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم نیک سیرت۔ اسلام و احمدیت کے فدائی۔ خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے اور غریبوں۔ ناداروں کے ساتھ گہری ہمدردی کرنے والے تھے۔ آپ بہت عرصہ افریقہ میں رہے اور وہاں اشاعتِ اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مرحوم کے اعلیٰ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد شریف خان ایم۔ ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔ (مینیجر الفضل)

درخواست دعا

میرے ابا جان محترم قریشی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ سابق وکیل المال تحریک جدید عرصہ آٹھ ماہ سے بہت زیادہ بیمار ہیں۔ علاج مسلسل جاری ہے لیکن مرض میں کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ رمضان کے مبارک ایام شروع ہو گئے ہیں۔ میں احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست کرتی ہوں کہ اِن مبارک ایام کی خصوصی دعاؤں میں والد صاحب کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(امۃ الحی قریشی ۱۳۴-اے۔ نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور)

خدائی جماعتیں ہمیشہ آندھیوں اور طوفانوں میں ترقی کرتی ہیں

(بقیہ صفحہ اوّل)

کوئی آندھی تباہ نہیں کر سکتی۔ ہاں ہماری غلطیوں یا ہماری سستیوں یا ہماری لغزشوں کی وجہ سے اگر کوئی ٹھوکر آجائے تو وہ ہمارے لئے ہو گی سلسلہ کے لئے نہیں ہو گی۔ جب ہم اپنے توازن کو درست کر لیں گے اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کر لیں گے تو وہ حوادث خود بخود دور ہوتے چلے جائیں گے بلکہ وہ حوادث ہمارے لئے رحمت اور برکت کا موجب بن جائیں گے۔"

(خطباتِ محمودؓ جلد اوّل صـ۲۹۴)

گمشدہ نوٹ بک

کل ۱۹ ستمبر کو کوارٹر صدر انجمن احمدیہ سے آتے ہوئے رحمت بازار سے گزر کر دار الرحمت غربی اور دار الرحمت وسطی کی درمیانی سٹرک سے محمد یحیٰ صاحب قصاب کے مکان تک کے درمیانی فاصلہ میں سبز رنگ کی نوٹ بک کہیں گر گئی ہے جس میں کچھ نقدی اور دوائی کی پڑیاں بھی تھیں۔ جس دوست کو ملے دفتر الفضل میں پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(محمد نواز مومن دفتر الفضل ربوہ)